

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

ایمان و وفا کی ساتھی

زبیر منصوری







آپ کے نام۔۔۔۔

میں نے پہلے اپنے دل میں موجود عقیدت کے سارے ذخیرے کو جمع کیا۔

پھر اللہ کی توفیق سے ملی اظہار کی تمام تر صلاحیت میں سے جو الفاظ خلوص سے بھرپور معلوم ہوئے انہیں ایک ترتیب سے پرو کر یہ مضامین تیار کیے، اس کے بعد انھیں دل کی گہرائیوں میں موجزن محبت میں گوندھ کر اپنی ان عظیم ماؤں اور برگزیدہ ہستیوں کی خدمت میں حقیر نذرانہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ دنیا میں اس کا کوئی، کسی قسم کا بدلہ درکار نہیں

بس ایک ہی تمنا ہے کہ

جب آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضری ہو تو امی خدیجہؓ، امی عائشہؓ اور سیدہ بی بی فاطمہؓ اس معمولی نذرانہ کے بدلہ آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے شفاعت کی سفارش کر دیں،

یہ الفاظ غلام کی عزت افزائی کا ذریعہ بن جائیں، آآقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم انھیں دیکھ کر تبسم فرمائیں اور اپنی توجہ کے اعزاز سے نواز دیں۔

مطالعہ کے بعد آپ بھی دعا دیجئے گا۔ اللہ آپ کو عزت دے۔

زبیر منصوری

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

ایمان و وفا کی ساتھی

زبیر منصوری

البدر پبلی کیشنز

32-فرسٹ فلور ہادیہ حلیمہ سنٹر' اردو بازار لاہور
فون: 042-37225030-37245030
0333-4173066-0300-4745729

زبیر منصوری

0321377691

پیش لفظ

گزشتہ صدیوں میں جاری رہنے والی گروہی اور فقہی بحثوں اور جھگڑوں نے امت مسلمہ کو کئی اعتبار سے نقصان پہنچایا ہے۔ یہ نقصان کیا ہے؟ یہ نقصان وحدت کا بکھر جانا ہے، مشترکہ بیانیوں (Narrative) کا گم ہو جانا ہے لیکن یہ سب نقصانات وہ ہیں جن کو ہم کسی حد تک جانتے ہیں اور ان پر بات بھی کرتے ہیں اور اصلاح احوال کی پوری نہ سہی ادھوری کوشش بھی کرتے ہیں لیکن ان ہی تنازعات نے بعض دیگر نقصانات بھی پہنچائے ہیں، بعض دیگر حوالوں سے بھی ہماری اجتماعیت کو کمزور کیا ہے۔ ان میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ ہم لوگ شعوری یا لاشعوری طور پر اسلامی تاریخ میں سے وہ چیزیں چن لیتے ہیں جو ہمارے اپنے مکتبہ فکر کو نمایاں کرتی ہیں یعنی اسلامی تاریخ کے لئے ہماری اپروچ Elective کے بجائے Selective ہو کر رہ گئی ہے۔

اس اپروچ کے کتنے نقصانات ہیں یہ تو الگ بحث ہے لیکن سب سے المناک بات یہ ہے کہ ایسا ہونے کے باعث اسلامی تاریخ کے تابناک ترین چہرے بھی بے توجہی کا شکار نظر آنے لگتے ہیں۔ بلند و بالا قد آور شخصیات جو اسلام کے مرکزی دھارے کا حصہ ہیں وہ ہماری گفتگو، تقاریر، کتابوں اور تذکرے کا حصہ نہیں رہتیں۔ بچوں کو ان کا نام تو بتایا جاتا ہے لیکن نام سے جڑے جذبوں سے آشنا نہیں کیا جاتا۔

ایسے میں نئی نسل کے لئے یہ شخصیات آہستہ آہستہ درسی کتب کا ایک سبق بنتی جا رہی ہیں جو انہوں نے چھٹی کلاس میں صفحہ ۶۷ پر پڑھا تھا۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ اُمّ المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بھی گزشتہ برسوں اور دہائیوں میں ایسی ہی بے توجہی سے حصہ ملنے لگا ہے۔ ہمارے اجتماعی تذکروں، گفتگوؤں، محفلوں اور وعظ و تلقین سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ ملنا گم سا گیا ہے۔

اب اگر آپ بچوں سے پوچھیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کون تھیں؟ تو وہ بے تأثر چہرے کے ساتھ آپ کو ان کے بارے میں تین چار حقائق سے آگاہ کر دیں گے۔ آپ ان کے چہرے کو دیکھیں گے تو وہاں آپ کو کوئی انسیت، عقیدت یا محبت اس طرح نظر نہیں آئے گی جو ربع صدی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں شامل رہنے والی اس خاتون رضی اللہ عنہا کا حق ہے۔

اب وقت آ گیا ہے کہ ہم سب اس کمی کو محسوس کریں اور اس کا ازالہ کریں جیسے ہو سکے، جہاں ہو سکے ہم پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہی نہیں خود اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرض ہے۔ آئیے اپنے اس قرض کو ادا کرتے ہیں۔

امی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی محبت اور خلوص کی خوشبو سے معطر زندگی پر یہ چند صفحات پیش خدمت ہیں۔ ان سطروں کے درمیان ہی کہیں وہ پیغامات موجود ہیں جو وہ اپنی پاکیزہ زندگی میں امت کی بیٹیوں کے عمل کے لئے چھوڑ گئی ہیں۔ اگر آپ دوران مطالعہ ان کو پا لیں تو اسے اللہ کی توفیق سمجھئے گا اور ممکن ہو تو اپنی یاددہانی کے لئے اس کتاب کے آخری صفحے پر نوٹس کے طور پر لکھ لیجئے گا۔ یہ دراصل خدیجہ رضی اللہ عنہا کا آپ کے لئے انمول تحفہ ہوں گے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ کو یہ ہیرے اور جواہرات ضرور ملیں گے۔

زبیر منصوری

ذہین، باوقار، شائستہ

ایک چمکیلی صبح مکہ کی خواتین خانہ خدا کے قریب ایک جگہ جمع ہو کر خوش گپیوں میں مصروف ہیں، سب ہی خوش نظر آ رہی ہیں، مسکراہٹیں، قہقہے، شور، وہیں دوسری طرف ایک باوقار سی شخصیت کی حامل درمیانی عمر کی خاتون خانہ کعبہ کے طواف سے ابھی ابھی فارغ ہوئی ہیں، وہ اپنی شخصیت سے ہی کسی بڑے خاندان کی چشم و چراغ نظر آتی ہیں۔ ایک خاص طرح کا ٹھہراؤ، ذہانت اور مالی آسودگی ان کے بارونق چہرے سے ظاہر ہے۔

ایسے میں ایک اجنبی وہاں نمودار ہوا، وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا قریب آیا، خواتین کو اپنی جانب متوجہ کرتے ہوئے بولا: ''اے مکہ کی عورتو!''

یہ آواز سن کر ماحول پر وقتی طور پر خاموشی چھا گئی۔

وہاں موجود خواتین اس اجنبی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگیں۔ ان سب کو اپنی جانب متوجہ پا کر وہ شخص بولا ''دیکھو میری بات سنو!''

وہ اپنی بات کی اہمیت کے پیش نظر کچھ دیر کے لئے رکا، وہ چاہتا ہے کہ سب کی پوری توجہ اس کی جانب ہو جائے۔

اب وہ پرجوش لہجے میں وہ اہم بات انہیں بتانے لگا۔

''تمہارے یہاں ایک نبی آنے والا ہے، اس کا نام احمد ہوگا، تو تم میں سے جس کسی کو بھی اس سے شادی کا موقع ملے وہ بغیر سوچے سمجھے ہاں کر دے۔''[1]

یہ سننا تھا کہ خواتین اسے غصے سے ڈانٹنے لگیں بھلا یہ بھی کوئی بات ہے جو بتانے کے لئے تم نے ہمارا وقت ضائع کیا؟ کسی نے اسے دیوانہ کہا اور کسی نے سودائی اور ایک بار پھر اپنی گپ شپ میں مصروف ہو گئیں۔ وہ باوقار خاتون بھی یہ سب سن رہی تھیں۔

وہ اجنبی شخص جو دراصل ایک یہودی عالم تھا، اپنی مقدس کتابوں کے علم کی بنیاد پر جو انکشاف کر گیا تھا وہ حقیقت میں انہی قابل عزت خاتون

کے لئے تھا، یہ طیبہ اور طاہرہ خاتون کوئی اور نہیں، مکہ کی بڑی تاجرہ اور امیر ترین خاتون ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔ انہیں اللہ نے اپنے محبوب کی رفاقت کے لئے منتخب کرنا تھا اور انہیں اس عظیم ذمہ داری کے لئے تیار کیا جا رہا تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ۵۵۵ء میں مکہ کے معروف تاجر اور مردِ میدان خویلد بن اسد کے گھر پیدا ہوئیں۔ ابابیلوں کے ذریعے ابرہہ کی بربادی کے واقعے کے وقت وہ ۱۵ برس کی تھیں اور ۵ پشتوں کے بعد ان کا نسب نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاملتا تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد عرب کی ایک طویل جنگ حرب فجار میں مارے گئے تو ان کی ذمہ داری ان کے چچا عمر بن سعد نے سنبھال لی۔ ان کے قریبی عزیزوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو پہلے پہچاننے والے ورقہ بن نوفل، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی دوست حکیم بن حزام شامل ہیں۔ حکیم رضی اللہ عنہ ایک عقل مند انسان تھے، انہوں نے ۱۲۰ برس کی عمر پائی جس کا نصف جاہلیت اور نصف اسلام کے سائے میں گزرا۔ معروف صحابی زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دادا اسد بن عبدالعزیٰ کے گھر کو خانہ کعبہ کا ''جوڑی دار'' کہا جاتا تھا وہ خانہ کعبہ سے محض ۹ فٹ کے فاصلے پر تھا اور دن کے مختلف اوقات میں دونوں گھر ایک دوسرے کے سائے میں آجاتے تھے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ان لوگوں میں شامل تھیں جنہیں اللہ نے پاکیزہ دل، نرم زبان، کشادہ ہاتھ اور اجلے کردار سے نوازا تھا، وہ اسلام سے پہلے ہی بتوں سے نفرت کرتی تھیں اور سچائی کی تلاش میں رہنے والے لوگوں میں شامل رہتی تھیں۔ ان کی پاکدامنی اور شائستگی کی وجہ سے مکہ کے جاہل معاشرے میں جہاں عورت کی کوئی عزت نہیں تھی۔ وہ قریشی خواتین میں ''سیّدہ'' کہلاتی تھیں، انہیں ان کی حاضر جوابی اور ذہانت کے سبب ''جیدہ'' بھی کہا گیا اور ''طاہرہ'' کے لقب سے بھی نوازا گیا۔

انہوں نے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے آنے والے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا، اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہود ونصاریٰ کی کتابوں میں تذکرے ملتے تھے اور عرب میں اس کی آمد کے بارے میں گفتگو معمول کا حصہ تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ باتیں معلوم تھیں وہ بھی ان خوشخبریوں میں دلچسپی رکھتی تھیں اور ایسے کسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی منتظر تھیں۔ ادھر اللہ اپنی مشیت سے انہیں ذہنی طور پر اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کیلئے تیار کر رہا تھا اور اس کا ایک ذریعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وہ خواب تھے جنہیں بعد میں وہ سچ ثابت ہونا تھا، ایسے ہی خوابوں میں سے ایک موقع

پر انہوں نے دیکھا کہ چاند اور سورج جیسی ایک زبردستی روشنی ہے جو ان کے گھر میں داخل ہو کر ان کی آغوش تک پہنچتی ہے اور پھر اس سے ساری کائنات روشن ہو جاتی ہے، وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور اپنے چچازاد بھائی ورقہ سے اس خواب کا ذکر کیا۔ ورقہ نے سنتے ہی مبارک سلامت کا شور مچا دیا اور بولے:

''جلد ہی خدا تمہارے گھر کو اپنی روشنی سے منور فرمائے گا اور یہ روشنی ایک نبی کی ہو سکتی ہے، وہ نبی اس دنیا میں تشریف لا چکے ہیں، آپ ان پر ایمان لانے والی پہلی خاتون ہوں گی، وہ نبی خاندان قریش بنو ہاشم سے ہوگا۔''[۲]

یہ سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا، ہوتا بھی کیسے؟

خواب اب حقیقت جو بنتے جا رہے تھے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر ابو ہالہ بن زرارہ تھے مگر وہ دو بیٹوں ہند اور ہالہ کی پیدائش کے بعد جلد ہی فوت ہو گئے۔ ان کے انتقال کے بعد آپ کا نکاح ثانی عتیق ابن آلہ سے ہوا جو بنو مخدوم میں سے تھے۔ ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ایک بیٹی ہند پیدا ہوئیں پھر ایک دن آیا جب وہ بھی دنیا سے منہ موڑ گئے اور اب آپ رضی اللہ عنہا تھیں اور یتیم بچوں پر مشتمل گھر' انہوں نے اولاد کی تربیت کو اپنا مقصد زندگی بنا لیا اور آئندہ شادی نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ روایات کے مطابق ان کی باوقار شخصیت اور معاشرتی حیثیت کی وجہ سے کئی معززین حتیٰ کہ ابوجہل نے بھی رشتے کا پیغام بھیجا مگر سیّدہ طاہرہ کے لئے تو رب نے ایک عظیم اعزاز کا انتظام کر رکھا تھا اس لئے انہوں نے ان رشتوں سے انکار کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان کا نکاح نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا تو ابوجہل نے جل کر کہا کہ

''اسے قریش کے یتیم کے سوا کوئی اور نہیں ملا؟''[۳]



تاجرہ، طاہرہ رضی اللہ عنہا

دمشق کی طرف قافلہ تجارت کی روانگی کا مرحلہ تھا۔

مکہ کے تاجر تیاریوں میں مصروف تھے، سامان تجارت اور اسے لے جانے کے لئے ٹیمیں، افراد تیار کئے جارہے تھے، سب ہی اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف تھے اور جلد ہی قافلے نے تین ماہ طویل سفر کا آغاز کرنا تھا، گرمیوں اور سردیوں کے موسموں میں ان تجارتی قافلوں کے کاروباری سفر پر ہی دراصل مکہ کی آبادی کے بڑے حصے کا انحصار تھا۔ ایسے میں مکہ کی تجارت کے ایک بڑے حصے کی تنہا مالکن ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی تیاری میں مصروف تھیں کیونکہ خاتون ہونے کے ناطے وہ اپنے تجارت کے سامان کو خود دمشق نہیں لے جاسکتی تھیں اس لئے انہوں نے مکہ میں رائج طریقہ کار کے مطابق اپنے ملازمین کے ذریعے اعلان کروادیا کہ انہیں ایک قابل اعتماد منظّم (بزنس مینجر) چاہئے جوان کا سامان لے کر جائے اور سلیقے سے بیچے۔ اس کام کے لئے انہوں نے دو اونٹ معاوضے میں دینے کا اعلان کیا۔ اس پیشکش نے کئی لوگوں کو متوجہ کردیا ان میں قریشی نوجوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب بھی تھے، اس وقت تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم طے شدہ معاوضے کے بدلے لوگوں کی بکریوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔

ابوطالب نے اپنے بھتیجے سے یہ کہا کہ یہ ایک قیمتی موقع ہے، میرا دل تو نہیں چاہتا کہ تمہیں خود سے جدا کر کے ایک طویل سفر پر بھیجوں مگر یہ مالی حالات بہتر بنانے اور کاروباری تجربات کا ایک اچھا موقع ہے۔

ابوطالب چاہ رہے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود جا کر خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اپنے لئے بات کریں مگر اس موقع پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بھابی حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا زوجہ عوام بن خویلد بولیں یہ کچھ مناسب نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود جا کر بات کریں۔ چنانچہ ابوطالب پیارے یتیم بھتیجے کے مستقبل کے لئے خود حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بات کرنے نکل کھڑے ہوئے، گئے تو وہ کاروبار کے سلسلے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بات کرنے

لیکن کسے معلوم تھا کہ یہ فیصلہ محمد ﷺ کی زندگی میں ایک بڑا انقلاب لانے جارہا ہے، قدرت اپنی حکمت سے اس ہستی کو تجارت کے تجربات سے گزارنا چاہتی ہے اور پھر اسے ایک باوقار بیوی کا تحفہ دے کر اس کی زندگی میں خوشیاں بھرنا چاہتی ہے۔

ابو طالب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچتے ہیں اور ان کے سامنے آمنہ کے لعل ﷺ کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی امانت و دیانت کا ذکر کرتے ہیں جن سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا خود بھی آگاہ تھیں۔ یہاں ابو طالب اپنے بھتیجے کی خوبیوں کے پیش نظر ان کے لئے دو نہیں چار اونٹوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تو گویا گوہر مقصود ملنے جارہا تھا، وہ خوشی سے اسے قبول کر لیتی ہیں بلکہ کہتی ہیں کہ ''ابو طالب تم نے ایک آسان معاوضے کا مطالبہ کر دیا، اللہ کی قسم اگر تم اس سے کہیں زیادہ کا سوال کرتے تو میں وہ بھی تمہیں دے دیتی۔'' [۵]

بنو اسد قبیلے کی بکریوں کی دیکھ بھال کرنے والا نوجوان جسے کل رہتی دنیا تک اربوں انسانوں کو رہنمائی فراہم کرنا اور انہیں جنت کی منزل تک پہنچانا تھا، اب تاجر بننے جارہا تھا، دمشق کا طویل سفر اسے درپیش تھا، اب قدرت اس کی کچھ نئی تربیت کرنا چاہتی تھی، انسانوں اور ان کے مزاج ومعاملات کو سمجھنا، روپے پیسے کا حساب کرنا، کاروبار کو سمجھنا، بھاؤ تاؤ، لوگوں سے میل جول، مارکیٹ کی صورت حال سمجھ کر درست فیصلے اور پھر ان سب کے ساتھ ساتھ امانت و دیانت کے اصولوں کو کس طرح مد نظر رکھنا ہے؟ کس طرح کسی کو کاروباری نقصان پہنچائے بغیر اپنا فائدہ حاصل کرنا ہے، کس طرح آپس کے تعلقات کو متاثر کئے بغیر معاملہ کرنا ہے۔ اللہ اپنے ہونے والے نبی ﷺ کو دنیا میں کاروبار کے اصول سکھانا چاہتا تھا اور زندگی میں سفر کی اہمیت سے بھی آشنا کرانا چاہتا تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس بے داغ کردار کے نوجوان کی پہلے ہی تعریف سن چکی تھیں، اب وہ اس کی کاروباری معاملہ فہمی اور کردار کی خوبیاں پرکھنا چاہتی تھیں اس لئے انہوں نے بڑی خوبصورتی سے اپنے غلام میسرہ کو محمد ﷺ کے معاون مگر دراصل اپنے نمائندے کے طور پر ان کے ساتھ کر دیا تاکہ انہیں محمد ﷺ کے کاروباری طریقہ کار اور انداز کا پتا چل سکے۔

اب میسرہ آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ وہ راستے میں پیش آنے والے منظر کو دیکھ رہا تھا کہ کس طرح راستے میں بادلوں نے سایہ کئے رکھا، کس طرح سوکھے ہوئے درخت ہرے بھرے ہو گئے، ہفتہ دس دن نہیں وہ پورے تین ماہ کے اس سفر میں ساتھ ساتھ رہا۔ اس نے محمد ﷺ کی شخصیت

اور معاملات میں وہ خوبیاں دیکھیں جو اس نے زندگی میں کبھی کسی دوسرے انسان میں نہ دیکھی تھیں۔ اس نے آپ ﷺ کا کردار دیکھا اور جھوٹے بتوں کی قسمیں کھا کر مال بیچنے سے بچتا ہوا پایا۔ اس نے نسطور راہب کو دیکھا جو آپ ﷺ کو پہچان کر آپ ﷺ کے قدموں میں گر گیا۔ آپ ﷺ کی پیشانی پر محبت اور احترام سے بوسہ دیا اور کہا تھا کہ

''آپ ﷺ ہی وہ شخص ہیں جن کے بارے میں تورات میں گواہی دی گئی تھی۔''

ادھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا منتظر تھیں کہ قافلہ واپس لوٹے۔ وہ آپ ﷺ کی غیر معمولی شخصیت سے تو متاثر ہو چکی تھیں، اب میسرہ سے ان کی تصدیق چاہتی تھیں۔

جب میسرہ نے مکہ پہنچ کر پوری تفصیل سے آپ ﷺ کی شخصیت کے پہلو انہیں بتائے تو وہ آپ ﷺ کے کردار عظمت اور خوبیوں کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکیں اور جب انہوں نے یہ باتیں اپنے استاد ورقہ کے سامنے بیان کیں تو وہ بھی بول اٹھے:

''یہی آخری نبی ہیں جن کا ان کی قوم انتظار کر رہی ہے۔''[٦]

اب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تردد کی کوئی وجہ باقی نہیں بچی تھی اور وہ دل کی گہرائیوں سے اس نتیجے پر پہنچ چکی تھیں کہ یہ ہستی جلد شرف و اعزاز کی بلندیاں پانے والی ہے۔ انہوں نے اعتراف کرلیا کہ یہی وہ شخص ہے جو ان کی روح کا ساتھی بن سکتا ہے جو ان کی زندگی میں مسرتوں اور خوشیوں کا سفر بن کر داخل ہو سکتا ہے، ان کے یتیم بچوں کا سرپرست بن سکتا ہے اور اس طرح بنے گا کہ پھر یہ بچے اسے اپنا سب کچھ سمجھ لیں گے۔ وہ محمد ﷺ کی شخصیت کے سامنے سر تسلیم خم کر چکی تھیں۔



زندگی کا نیا سفر شروع ہوتا ہے

دمشق سے واپسی کو دو ماہ ہو چکے تھے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بس نفع ہی نفع نظر آ رہا تھا۔

وہ مکہ کی کامیاب اور امیر ترین خاتون تھیں، اچھا گھر، اچھی زندگی، بچے سب کچھ انہیں حاصل تھا مگر اپنے غلام میسرہ اور استاد ورقہ سے جو کچھ سننے کو ملا تھا اور جو روشن خواب وہ دیکھتی رہی تھیں جب وہ ان باتوں کو آپس میں جوڑ کر دیکھتی تھیں تو ان سارے نکتوں سے ایک ہی تصویر بنتی نظر آتی تھی۔

اور وہ تصویر جو خوبصورت، خوب سیرت، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی یہ تصویر جو پہلے ان کی نظر میں کچھ دھندلی تھی اب واضح ہو چکی تھی، انہیں اب یقین ہو چکا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہی ہستی ہیں جن کی رفاقت سے بڑا اعزاز دنیا و آخرت میں کوئی نہیں۔

ایسے میں انہوں نے اپنے دل کی بات اپنی پیاری سہیلی نفیسہ سے کر ڈالی۔ وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے احساسات فوراً سمجھ گئیں اور انہوں نے اس معاملے میں اپنا کردار ادا کرنے کا یقین دلایا۔

کیا خوبصورت بات تھی؟

دل جو دراصل اللہ رب العزت کی دو انگلیوں کے درمیان ہے اس پر بھلا کس کا اختیار؟ مگر دل کے احساسات کے اظہار کا راستہ اور اتنا

خوبصورت اور پاکیزہ کہ دل خوش ہو جائے۔ ایسا نہیں کہ جو معاشرہ چلن تھا اسی کو اختیار کر لیا! دل کی بات کرنے کا انداز اتنا عمدہ، پاکیزہ اور درست تھا کہ رہتی دنیا کے لئے مثال بن گیا اور یہی نہیں بلکہ یہ بات بھی کہ اردگرد موجود نفیسہ جیسی مخلص اور محبت کرنے والی سہیلی فوراً معاملات کو ٹھیک طریقے سے حل کرنے کی طرف بڑھانے کے لئے تیار، سبحان اللہ۔

قابل اعتماد سہیلی مناسب وقت کی تلاش میں تھیں۔

نفیسہ ایک دن موقع پا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شادی کی طرف متوجہ کرتی ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کمزور معاشی حالات کا ذکر کرتے ہیں، ایسے میں وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی جانب متوجہ کرتی ہیں۔

بات یہاں سے شروع ہو کر بڑوں اور بزرگوں کی طرف جاتی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں ہی یتیم ہیں اس لئے دونوں طرف سے ان کے چچا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ابوطالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے عمرو بن سعد شادی کی بات چیت آگے بڑھاتے ہیں اور بالآخر خوشیوں کا وہ لمحہ آن پہنچتا ہے، دور دور تک دعوتیں دی جاتی ہیں حتیٰ کہ دائی حلیمہ بھی شادی میں شرکت کرتی ہیں اور اس شادی سے بے حد خوش خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ۴۰ بھیڑوں کے ریوڑ کا تحفہ پاتی ہیں۔

شادی کی تقریب کا اہتمام ہوا، اونٹ اور بھیڑیں ذبح کی گئیں، خوشیاں منائی گئیں اور خدیجہ رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر یعنی ابوطالب کے گھر آ جاتی ہیں۔ ۲۵ برس کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ۴۰ برس کی خدیجہ رضی اللہ عنہا باہمی محبت اور خلوص کے ایک ایسے سفر کا آغاز کرتے ہیں جس نے اب کبھی ختم نہیں ہونا، دنیا کے بعد رب کی جنتوں میں بھی جاری رہنا اور ایک دوسرے کی رفاقت سے خوشیاں پانی ہیں۔ اگرچہ عمروں میں بڑا واضح فرق ہے لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ذہنی، نفسیاتی اور جذباتی سطح پر یہ فرق محسوس نہیں ہونے دیا۔

چند لمحوں بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر منتقل ہو جاتے ہیں اس موقع پر وہ اپنا سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیتی ہیں اور اپنے آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وقف کر دیتی ہیں۔ انہیں محبت کرنے والی بیویوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے کام اپنے ہاتھ سے کرنا اچھا

لگتا ہے، وہ ان کی ساری ضرورتوں کا خیال خود رکھتی ہیں، اپنے عزیز از جہاں شوہر کی چھوٹی سے چھوٹی ضرورت کو بھی نظرانداز نہیں ہونے دیتیں، انہیں محمد ﷺ کو معمولی سی تکلیف پہنچنا بھی گوارا نہ تھی۔

ازدواجی زندگی کے اس سفر میں یتیم بچے بھی ساتھ ہیں اور نبی مہربان ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ، زید رضی اللہ عنہ بھی منہ بولے بیٹے کے طور پر موجود ہیں اور ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی (جنہیں حضور ﷺ محبت سے ''دوسری ماں'' کہتے تھے) موجود ہیں۔ وقت گزرتا ہے، اسی کاشانہ نبوت میں قاسم، عبداللہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب، فاطمہ بھی آنکھ کھولتے ہیں اور یوں یہ گھرانہ مکمل ہوتا چلا جاتا ہے۔

پاکیزہ شوہر اور بیوی کتنی اچھی زندگی گزار رہے تھے، ذرا ابوطالب کے غلام کی زبانی سنئے:

شادی کے بعد شفیق چچا ابوطالب ایک دن اسے بھیجتے ہیں کہ ذرا دیکھ کر آؤ میرے پیارے محمد ﷺ کے ساتھ وہاں کیا سلوک ہو رہا ہے؟

واپسی پر وہ ایسے خوبصورت لفظوں میں منظر کشی کرتے ہیں کہ ابوطالب کا دل خوشی سے بھر جاتا ہے۔

انہیں اپنے بھتیجے کی قسمت پر رشک آنے لگتا ہے۔

غلام نباء کہتا ہے کہ

خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب محمد ﷺ کو گھر آتے دیکھا تو سارے کام چھوڑ کر دروازے پر ان کا استقبال کیا، آگے بڑھ کر محبت سے ان کے ہاتھ تھام کر انہیں اندر لائیں اور بولیں:

''میں آپ ﷺ کے سوا کسی اور کے لئے یہ سب کچھ کبھی نہ کرتی کیونکہ آپ ﷺ ہی وہ پیغمبر ہیں جن کا انتظار کیا جا رہا ہے، آپ ﷺ جب اس مقام تک پہنچ جائیں تو مجھے اپنے دل سے بھلا نہ دیجئے گا اور میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے گا۔'' ے

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے محبت وعقیدت میں ڈوبے الفاظ سن کر نبی مہربان ﷺ فرماتے ہیں:

''خدا کی قسم اگر میں وہی شخص ہوں تو میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی آپ کو نہ بھلاؤں گا، آپ نے میری خاطر بہت قربانیاں دی ہیں۔''

کیا ہی خوبصورت عمل ہے؟

ایک اطاعت شعار بیوی کی کیا ہی خوبصورت خواہش ہے؟

اور پھر کیا سچا وعدہ ہے میرے نبی مہربان ﷺ کا؟

سبحان اللہ!

خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیوں کے لئے کتنا پیارا سبق ہے کہ گھر میں داخل ہونے والے شوہر کا استقبال کیسے کرنا ہے؟ کیسے اچھے جملوں سے ان کی توجہ حاصل کرنی ہے اور کس طرح ہر موقع کو چھوٹی چھوٹی خوشیوں اور تعلق کی مضبوطی کا ذریعہ بنا لینا ہے۔

وقت گزرا اور تاریخ گواہ بن گئی کہ آپ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آخری سانس تک اپنی محبتوں کا مرکز بنائے رکھا۔



سیّدہ فی قلب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کیا کوئی ان جیسا ہوسکتا ہے؟ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہیں اور اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس لمحے اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا ہے مگر اب دیر ہو چکی ہے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کا دل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی محبت سے لبریز ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک ان کی تعریف کیئے چلی جاتی ہے، آواز میں محبت، خلوص، احساس مندی اور اعتراف وفا کی مٹھاس گھلی ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لفظوں میں مزید زور پیدا فرما دیتے ہیں۔

''خدا کی قسم''

اللہ کا نبی جب قسم کھاتا ہے تو کائنات کا ذرہ ذرہ اس قسم کی سچائی پر قسم کھانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ آپ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خدا کی قسم اس نے مجھے کوئی ایسا مہرباں عطا نہیں کیا جیسے خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔''

کیا خوبصورتی ہے!

کیا جلال ہے!

کیا جمال ہے! ان لفظوں کا۔

اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اعزاز کے لئے بھلا اور کون کس پیرائے میں اس سے زیادہ خوبصورت اور میٹھی بات کہہ سکتا تھا؟

یہی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید فرماتے ہیں۔

''جب لوگوں نے میرا انکار کیا، انہوں نے مجھ پر یقین کیا۔ جب لوگوں نے مجھ پر جھوٹ بولنے کا بہتان لگایا، انہوں نے میری تصدیق کی۔ جب لوگوں نے مجھے محروم کیا، انہوں نے اپنی جائیداد سے میری مدد کی اور خدا نے مجھے ان کے ذریعے اولاد عطا کی۔''

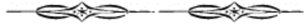
آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شان میں رطب اللسان تھے، ان کا ایک ایک عمل گنوار ہے تھے اور اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ادا کئے ہوئے جملوں کی سختی کا احساس ہو گیا۔ وہ افسردہ تھیں کہ آخر انہوں نے کیوں کہہ دیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوڑھی عورت کے لئے اس قدر توجہ کیوں؟ مگر اب انہیں خوب اندازہ ہو گیا تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کیا عظیم مقام ہے اور اللہ خود بھی زبانِ رسالت سے اس عظیم خاتون کا مقام اور مرتبہ قیامت تک کے لئے واضح کر دینا چاہتا تھا، وہ عظیم ہستی جس نے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی محبت کا اعزاز پایا تھا۔

سب سے پہلی بیوی تھیں۔
سب سے پہلے، پہلی وحی کو انہوں نے سنا تھا۔
سب سے پہلے ایمان لائیں تھیں۔
سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو کا طریقہ سیکھا تھا۔
سب سے پہلے نماز سیکھی تھی۔
سب سے پہلے باجماعت نماز پڑھی تھی۔
میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے بیٹے اور بیٹی کی ماں بھی تھیں۔
ان ڈھیروں اعزازات کے ساتھ وہ آخر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب کیوں نہ ہوتیں؟[۸]

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفاداری اور غم گساری اتنی عزیز تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے انتقال کے بعد بھی ان کے رشتہ داروں اور سہیلیوں تک کا خیال رکھتے اور ان کی عزت کرتے تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا تشریف فرما ہونے کا گدا اور تکیہ تک ان کو دے دیتے اور پوچھے جانے پر فرماتے:

''میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں جن سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا محبت کرتی تھیں۔''

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی عزیز بیوی سے اتنی محبت پر رشک کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ میں کبھی ان سے نہیں ملی تھی مگر مجھے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی دوسری عورت سے محبت پر اتنا رشک نہیں آتا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا۔ وہ اکثر ان کا تذکرہ کرتے تھے اور ان کو اتنا اونچا مقام دیتے تھے کہ جب کبھی وہ بھیڑ کی قربانی کر کے حصے تقسیم کرتے تھے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو حصہ بھجواتے تھے۔



ان قیدیوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟

نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اس سوال پر غور کر رہے ہیں۔

غزوۂ بدر کے قیدی اپنے مستقبل کے فیصلے کے منتظر ہیں، ایسے میں ایک تھیلا لا کر نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور کہنے والا کہتا ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھجوایا ہے، اس میں داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابوالعاص کا فدیہ موجود ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ تھیلا کھولتے ہیں اور پھر فضا اداس ہو جاتی ہے۔

تھیلے میں سے ایک ہار نکل آتا ہے!

یہ تو وہی ہار ہے جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بڑے چاؤ سے اپنے گلے سے اتار کر اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ان کی شادی کے موقع پر پہنا کر اپنے گھر سے رخصت کیا تھا۔ آج پیاری بیٹی نے پیاری ماں کا وہی ہار اپنے پیارے شوہر کی رہائی کے لئے اپنے پیارے والد ہی کو بھجوادیا تھا اور میرے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ساری یادیں تازہ ہو گئی تھیں جو بیٹی کی رخصتی کے دن سے وابستہ تھیں۔

برسوں محبتوں کا مرکز رہنے والی بیٹی جب گھر کی دہلیز سے رخصت ہونے لگتی ہے تو ماں باپ کی کیفیت کو الفاظ بیان کرنے سے قاصر ہوتے ہیں آج یہ ساری یادیں پھر تازہ ہو چکی تھیں، اس خاموش جذباتی فضا میں نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ گونجے۔

اگر آپ لوگوں کی رضا ہو تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے قیدی کو آزاد کر دیا جائے تاکہ وہ ان کا مال انہیں لوٹا سکے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔

بھلا یہ ممکن ہی کس طرح تھا کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو ان کے صحابہ ٹال دیں؟

چنانچہ ابوالعاص اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وہ ہار ہاتھ میں اور نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان دل میں لے کر مکہ روانہ ہو گئے۔ آج اس ہار نے ان کو بچا لیا تھا اور انہوں نے مکہ جاتے ہی نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو مدینہ روانہ کر دیا اور پھر کچھ عرصہ بعد خود بھی مشرف با اسلام ہوئے اور مدینہ آ گئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت نے آج برسوں بعد پھر ثابت کر دیا تھا کہ حالات خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں اور وہ ماہ وسال چاہے کتنے ہی بیت گئے ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پر خلوص وفاؤں کا آج بھی پہلے کی طرح ہی معترف تھا۔

اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو کچھ اس طرح اپنی محبت سے بھر لیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار پہلے آسمان اور پھر زمین کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا:

''حضرت مریم رضی اللہ عنہا جنت کی بہترین خاتون اور حضرت خدیجہ خدیجہ رضی اللہ عنہا زمین پر بہترین خاتون ہیں۔'' ۹

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت محبت سے اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دنیا میں آنے والی چار بہترین خواتین میں شامل فرمایا۔ اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا دنیا میں اس حال میں رہیں کہ ان کے شوہر صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ان سے ناراض نہ ہوئے۔ سیرت کی کتابیں ایسے کسی واقعے کے بیان سے قاصر ہیں جس میں صاحب حسب ونسب و مال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے کسی عمل سے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری کا کوئی معمولی سا حوالہ بھی موجود ہو۔

امت کی بیٹیوں کے لئے ان کے ۲۵ سال پر پھیلے کردار میں کتنا خوبصورت سبق موجود ہے۔

اللہ ان سے راضی ہو گیا۔



مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فی قلب سیّدہ رضی اللہ عنہا

مکہ سے میلوں دور ویران راستے کا دشوار سفر، ۸۶۶ میٹر کی مشکل چڑھائی!

یہ اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کی میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت تھی جو انہیں خوشی سے آمادہ کرتی تھی کہ وہ خود ہی اپنے شوہر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانے پینے کا سامان ساتھ لے کر اس لمبے اور مشکل راستے پر نکل کھڑی ہوتی تھیں۔

تپتے صحرا میں پیدل ہی جبل نور جا پہنچتی تھیں۔

محبت میں یہ سفر انہیں سفر ہی نہیں لگتا تھا۔

لگتا بھی کیسے؟

ان کا رفیق حیات وہیں غارِ حرا میں موجود تھا۔

غور وفکر میں مصروف۔

انسانوں کی ہدایت کے لئے فکر مند اور پریشان۔

روشنی کی تلاش میں!

ایسے میں بھلا وہ گھر پر چین سے کیسے بیٹھ سکتی تھیں؟

محبت کرنے والے شوہر صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی دن کے لئے گھر سے دور چلے جاتے تھے مگر کوئی حرف شکایت زبان پر لائے بغیر خود ہی ان کی تلاش میں

روانہ ہو جاتی تھیں اور سخت چٹانوں سے گزر کر غارِ حرا جا پہنچتی تھیں اور یوں بھی ہوا کہ غارِ حرا میں وہ تین میں سے تیسری تھیں یعنی

اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم، محبت سے سرشار بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا اور اللہ کا بھیجا ہوا فرشتہ۔

ایسے ایک موقع پر جبرائیل علیہ السلام نے انہیں ان کے رب کا سلام بھی پہنچایا۔

سبحان اللہ کیا شرف ہے، کیا اعزاز ہے!

بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ کبھی آپ رضی اللہ عنہا وہیں پہاڑ کے دامن میں رات بھی گزار لیتی تھیں (وہاں اس وقت مسجد عجابہ موجود ہے) صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس غارِ حرا تشریف لے جاتے اور وہ گھر واپس لوٹ آتیں۔

انہیں ہر لمحے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر دامن گیر رہتی۔ اکثر اپنے ملازموں کو کھانے پینے کی چیزیں دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ کرتیں اور خیر خبر لانے کا کہتیں۔

آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے عظیم شوہر اور ان کے عظیم مقصد کی خاطر اپنا سب کچھ لگا دیا، کچھ بچا کر نہیں رکھا، وہ سارا مال جو کئی برسوں کی تجارت سے انہوں نے کمایا تھا، انہیں ورثے میں ملا تھا، وہ چند برسوں میں انہوں نے بخوشی اپنے شوہر کی جدوجہد کی نذر کر دیا۔ انہوں نے کبھی کسی تحریکی ذمہ داری سے اپنے شوہر کو نہیں روکا۔ شعب ابی طالب کی مشکلات ہوں یا دعوت دین کے لئے کھانے کی دعوتوں کا اہتمام، ان کا گھر، ان کا باورچی خانہ، ان کی دولت، ان کے ملازم سب کچھ پورے خلوص سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف تھے۔ چشم فلک نے اکثر یہ منظر دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر گھر دستک دے کر لوگوں کو کھانے پر بلاتے۔ آپ رضی اللہ عنہا خود کھانا بناتیں اور یہ کارکنان تحریک اسلامی مل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعوت دین پیش کرنے کا موقع فراہم کرتے۔

آپ رضی اللہ عنہا اکثر کہا کرتی تھیں......

''خوف زدہ نہ ہوں بے شک اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرے گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رشتہ داروں کی دیکھ بھال کرتے ہیں، کمزوروں کی مدد کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہمان نواز ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل سچ کی تلاش میں رہتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی مکمل طور پر نیک اعمال کے لئے وقف کر دی ہے۔''

اللہ اپنے بندے کو وحی کے لئے تیار کر رہا تھا۔ ایسے ایک موقع پر غارِ حرا کے انتہائی پرسکون اور خاموش ماحول میں آپ ﷺ نے جبرائیل امین علیہ السلام کی آواز میں سلام سنا تو اس واقعے سے آپ ﷺ کا دل دہل گیا۔ آپ ﷺ مضبوط اور طاقتور اعصاب کی مالکہ اپنی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور پریشانی سے فرمایا کہ

خدا کی قسم مجھے بے چینی ہے کہ کچھ ہونے والا ہے۔

اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

''آپ ﷺ نے کیا الفاظ ادا فرمائے ہیں؟ ہم خدا سے پناہ طلب کرتے ہیں، کیا خدا آپ ﷺ کو تنہا چھوڑ سکتا ہے، کیا آپ ﷺ اپنے فرائض ادا نہیں کرتے؟ آپ ﷺ اہل وعیال کا خیال رکھتے ہیں اور ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔''[۱۰]

ذرا غور کیجئے! کس خوبصورتی سے اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی مہربان ﷺ کو ان کی نیکیاں یاد دلا کر، حقوق العباد کی ادائیگی کا ذکر کر کے، اللہ کے بندوں کے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی دردمندی اور تڑپ کا حوالہ دے کر انہیں حوصلہ دیا۔ ایسے موقع پر جب عام طور پر خواتین پریشان ہو کر خود ہی ہاتھ پاؤں چھوڑ دیتی ہیں، آپ رضی اللہ عنہا نے نبی مہربان ﷺ کو مضبوط لفظوں اور استعاروں میں امید دلائی۔

اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے میرے نبی مہربان ﷺ کی رفاقت میں کیا کیا دکھ نہیں سہے؟

ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور شیبہ کے ساتھ اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنی دو پیاری بیٹیوں کو رخصت کیا۔ اس وقت انہوں نے سوچا ہوگا کہ یہ اپنے گھروں میں خوش رہیں گی، عزت پائیں گی مگر پھر ہوا یہ کہ جب اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سرتاج کو کائنات کی سرداری کے منصب سے نوازا گیا اور نبوت کا تاج ان کے سر پر سجا دیا گیا تو ابولہب اور سردارانِ قریش کی جاہلی عصبیت نے عتبہ اور شیبہ کے ہاتھوں دونوں پیاری بیٹیوں کو طلاقیں دلوادیں اور یوں اچانک اپنے گھروں میں ہنسی خوشی رہنے والی دونوں بیٹیاں کاشانہ نبوت ﷺ کو لوٹ آنے پر مجبور ہو گئیں۔ یہ کس قدر تکلیف دہ اور دکھ کا مقام تھا؟

چشم تصور سے دیکھئے کہ کیسا عزت دار گھرانہ، مال ودولت اور آسائش وآرام، نازوں میں پلی بڑھی بیٹیاں جنہیں بڑے چاؤ سے خود تحفے اور مال واسباب دے کر ماں نے رخصت کیا ہو، انہیں طلاق ہو جائے مگر ماں کی زبان سے اُف تک نہ نکلے، وہ صبر وحوصلے کا پہاڑ بن کر پہاڑ جیسے دکھ کو

اللہ کی رضا کے لئے قبول کر لے۔ رضی اللہ عنہا

یہ ہے میری اور آپ کی اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شان اور نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفاداری اور بے لوث محبت جس نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کا ایسا مکین بنا دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں تو کیا ان کی وفات کے کافی عرصہ گزر جانے کے باوجود شادی نہیں کی اور بعد میں بھی ہمیشہ ان کو اتنی عزت اور احترام سے یاد رکھا کہ دیگر ازواج مطہرات ان پر رشک کرتی تھیں۔

مکہ میں آزمائش کے بدترین دن میں شدید دباؤ ہے، معاشرتی اور معاشی مشکلات، ایذا رسانیاں اور مشرکین کی دکھ دینے والی حرکتیں عروج پر ہیں، ایسے میں آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا کوئی سرور ہے تو وہ ننھا معصوم سا بیٹا ہے جو اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا اور میرے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خوشیوں کا سامان ہے، یہ پیارا سا کھلونا، اپنے ماں باپ کی آنکھوں کا تارا، ماں اسے دیکھ کر اپنے دکھ بھول جاتی ہے، یہ ننھا پھول ماں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان اور اس کی جان ہے کہ اچانک گھٹنوں کے بل چلنے والا یہ ننھا قاسم مرض الموت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ماں کو صاف نظر آنے لگتا ہے کہ اب دمِ رخصت ہے، دل پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے، چہرہ آنسوؤں سے بھیگ جاتا ہے، بے اختیار سسکیاں نکل آتی ہیں، ضبط کے بندھن ٹوٹ جاتے ہیں، شکستہ دل کے ساتھ اپنے مہربان شوہر کے پاس جا پہنچتی ہیں اور لرزتے ہونٹوں کے ساتھ عرض کرتی ہیں:

''قاسم ہم سے رخصت ہونے کو ہے، میری خواہش تھی کہ اس کی عمر طویل ہوتی وہ دودھ چھڑانے کی عمر تک پہنچ پاتا۔''

رفیقہ حیات کی زبان سے اپنے اکلوتے بیٹے کی موت کا ذکر!

کیا قیامت کا لمحہ ہے۔ گھر میں مسکراہٹیں اور کلکاریاں دم توڑنے کو ہیں، وہ جو بڑھاپے کا سہارا تھا، آنے والے دنوں میں جس نے دست و بازو بننا تھا، وہ ابدی نیند سونے جا رہا ہے، دل غمزدہ ہے، آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہیں مگر زبان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے بس وہی نکل رہا ہے جو اللہ کی رضا کے مطابق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عزیز از جہاں بیوی سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

''خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ اپنے شیرخواری کے دن جنت میں پورے کرے گا۔''

شوہر کی اس خوبصورت بات کو سن کر حوصلہ ملا۔

تسلیم و رضا کی پیکر اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا بول اٹھتی ہیں:

''کاش مجھے یہ معلوم ہوتا تو یہ بات میرے لئے زیادہ قابل برداشت ہوتی۔''

محبوب بیوی رضی اللہ عنہا کو بلند حوصلہ پا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''خدیجہ رضی اللہ عنہا کہو تو میں اللہ سے دعا کروں تم اپنے لخت جگر کی آواز ہی سن پاؤ؟''

مگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ماں باپ اور بچوں سے بڑھ کر محبت کرنے والی اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''نہیں جو کچھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا مجھے قبول ہے۔''[۱۱]

یہی نہیں اس عظیم المرتبہ ہستی رضی اللہ عنہا کو پھر اپنے دوسرے بیٹے عبداللہ کو بھی ننھی سی عمر میں اپنے ہاتھوں سے رخصت کرنا پڑا اور وہ صبر و شکر کی تصویر بنی اس صدمے کو بھی جھیل گئیں۔

اپنے شوہر کے لئے فکرمندی اور شکر کے جذبات، ان کی خیر خواہی، ان کے گھر کی حفاظت، ان کی عزت و وقار کا تحفظ، مضبوط اعصاب کے ساتھ دکھ کے مرحلے پر عزم و حوصلہ کا پہاڑ بن جانا اور شکوہ سے اپنی زبان کو محفوظ رکھنا اور مسلسل، متواتر، بار بار صبر، ہر مشکل میں صبر اور حوصلہ یہ وہ عناصر ہیں جن سے مل کر اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت مکمل ہوتی ہے۔ (رضی اللہ عنہا)



وحی کی آمد آمد کے مرحلے اور اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی محبت بھری رفاقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی سے آگے بڑھ رہی ہے، پرسکون گھر، محبت کرنے والی بیوی، مالی خوش حالی پیارے بچے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اردگرد کے خراب حالات، سسکتی انسانیت اور اللہ کی زمین پر اللہ کے بندوں پر اللہ کے دشمن کی مرضی چلتا دیکھ کر کڑھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ کے اندر بت اور باہر برہنہ طواف تکلیف دیتا تھا اور جب کہیں سکون ملتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ویرانے کی طرف نکل جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ابدی سچائی کی تلاش تھی۔ انہی دنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے خواب بھی دکھائی دینے لگے تھے اور ایسے ہر موقع پر آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے دل کی بات کیا کرتے تھے۔

ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ گھر کی چھت کی لکڑیاں اپنی جگہ سے ہٹیں وہاں ایک راستہ بنا پھر چاندی سے بنی سیڑھی نصب کی گئی اور اس میں سے دو آدمی گھر میں اتر آئے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں اطراف بیٹھ گئے۔ ایک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کے اندر ہاتھ ڈال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل باہر نکال لیا۔

''اس بھلے آدمی کا دل کتنا اچھا ہے۔''

ایک نے دوسرے سے کہا:

اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو صاف کر کے واپس رکھ دیا اور وہ دونوں افراد جس راستے سے آئے تھے اسی سے واپس لوٹ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھبراہٹ سے اس خواب کا ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور ہر ایسے موقع کی طرح انہوں نے بڑی محبت، نرمی اور ملائمت سے آپ کو حوصلہ دیا۔[۱۲]

اور پھر آخر وہ دن آ گیا۔

ورقہ بن نوفل کی پیش گوئیوں اور آپ ﷺ کے پیغمبرانہ طرز زندگی کو دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہا جس دن کے انتظار میں تھیں۔ رمضان کی ساعتوں میں وہ نصیب ہو ہی گیا جب آپ ﷺ آسمان اور زمین کے درمیان رابطہ کا ذریعہ بنائے جانے کا پروانہ لے کر غارِ حرا سے نیچے اترے تو خوف اور دہشت کی شدت انہیں اگر کسی پناہ گاہ کی طرف لے آئی تو وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں۔

آپ ﷺ خوفزدہ اور پریشان گھر پہنچے تو یہی خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں جنہوں نے آگے بڑھ کر آپ ﷺ کو سنبھالا۔ آپ ﷺ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا: ''مجھے کمبل اوڑھا دو۔''

اس بار نبی مہربان ﷺ غیر معمولی طور پر زیادہ دنوں کے بعد واپس لوٹے تھے مگر جب آپ ﷺ واپس پلٹے تو اتنے پریشان تھے کہ جتنے پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔ شوہر کی پریشانی میں وفا شعار بیوی ہمیشہ کی طرح حوصلہ اور امید کا پہاڑ بن گئیں اور آنے والی صدیوں کے لئے اپنی بیٹیوں کو یہ پیغام دے گئیں کہ شوہر کو اس زندگی کے مشکل مرحلوں میں محبت اور خلوص کے جذبات اور جملوں کی ضرورت ہوتی ہے، اسے توجہ اور پیار چاہئے ہوتا ہے، ایسے ہر موقع پر خود حوصلہ نہیں کھو دینا ہوتا بلکہ شوہر کا بھی سہارا بننا ہوتا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو سنبھالا اور نبی ﷺ سے وحی کی روداد سننے کے بعد فرمایا۔

''آپ ﷺ بالکل نہ ڈریں خدا آپ کے ساتھ ایسا کچھ نہیں کرے گا جس سے آپ کو نقصان ہو، یہ تو خوفزدہ نہیں خوش ہونے کا مقام ہے۔''

آپ رضی اللہ عنہا نے بھی بہت کچھ فرمایا۔

مثلاً دیکھیں کہ یہ کتنی خوبصورت بات ہے کہ

''اے محمد ﷺ آپ کو خوشخبری ہو، مستقل مزاج اور ثابت قدم رہئے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، مجھے یقین ہے کہ آپ ﷺ ہی اس قوم کے نبی ہیں۔''

آپ ﷺ کا حوصلہ اور ڈھارس بندھانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا فوراً معاملہ کو سمجھنے کے لئے اپنے استاد ورقہ کی طرف دوڑ پڑیں، انہیں سارا واقعہ سنایا، ہر لفظ گویا ورقہ کی سماعتوں پر بجلی بن کر گرتا چلا گیا۔ وہ فوراً سنبھل کر اٹھ بیٹھے اور بولے:

مقدس! مقدس یہ تو وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی آیا تھا، یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبوت کے مقام پر سرفراز ہو گئے ہیں، جاؤ انہیں کہہ دو کہ اب ثابت قدم رہیں۔

ورقہ کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ ہستی جس کے لئے کائنات کی ہر چیز چشم براہ تھی، جس نے دنیا کا رخ موڑ دینا تھا، نہ جانے کتنے یتیم اس کی آمد کے انتظار میں ظلم سہتے سہتے رخصت ہو چکے تھے۔ نہ جانے کتنے انسانوں کا خون بہہ چکا تھا۔ کتنے مظلوم ظالمانہ نظام کے خونی شکنجے میں سسک سسک کر مسیحا کی دعائیں کرتے مر گئے تھے۔ خود ورقہ جیسے کتنے لوگ صدیوں سے اس ہستی کی نشانیاں الہامی کتابوں سے پڑھ کر سناتے اور جنگلوں، ویرانوں کی خاک چھانتے، اسے تلاش کرتے ہوئے گزر گئے تھے اور اب وہ اتنے قریب سے نمودار ہو رہا تھا کہ اس کو اپنی قسمت پر رشک آنے لگا تھا۔

ورقہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ مجھ بوڑھے کو اس ہستی کی قدم بوسی کے لئے ساتھ لے چلو میں بھی اس سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں۔ اس کی پیشانی چوم کر اپنے ہونٹوں کو سیراب کروں اور پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی رہنمائی میں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے اور بولے:

''کاش میں آج جوان ہوتا اور ان کو دیکھنے کے لئے زندہ رہتا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکال دے گی اور میں اس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتا۔''

اس کی آواز اور الفاظ میں حسرت، خواہش اور پیشین گوئی کے سارے رنگ تھے۔

انہیں سن کر خود نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم حیرت سے بولے۔

''کیا میری قوم مجھے باہر نکال دے گی؟''

ورقہ نے افسردگی سے جواب دیا۔

ہاں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر نکال دیں گے کیونکہ آج تک کوئی ایسا نہیں جو اس سچائی کے ساتھ آیا ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے اور اسے اس کے وطن سے بے دخل نہ کیا گیا ہو۔[۱۳]

وقت رخصت آن پہنچا......

وہ انتہاء شدید تاریک رات تھی۔
شہر سے باہر ایک اجاڑ، بنجر زمین پر چند خیمے لگے ہوئے تھے۔
کچھ پریشان حال روتے سسکتے بچے۔
کمزور اور غذائی قلت کا شکار بڑے۔
اور چند عورتیں وہاں موجود تھیں۔
متعدی امراض اس پریشان حال خیمہ بستی میں پھیل رہے تھے اور آئے دن کسی نہ کسی کی جان لے لیتے تھے۔
یہ لوگ چمڑے کے ٹکڑے، درختوں کے پتے اور چھال ابال کر کھانے پر مجبور تھے۔

اس عارضی خیمہ بستی کی طرف آنے والے سارے ہی راستوں کو بند کر کے ان مظلوم لوگوں کو محصور کر دیا گیا تھا اور راتوں کو ان خیموں سے اٹھتی بچوں اور بوڑھوں کی آہ و بکا قریبی آبادی میں رہنے والے سنگ دل انسانوں کے دل نرم کرنے کے بجائے ان کی تفریح طبع کا سبب بنتی تھی۔

اس چھوٹی سی آبادبستی میں محصور کر دیئے جانے والے ان لوگوں نے ابھی تین دن پہلے اپنے ایک بزرگ کا جنازہ اٹھایا تھا اور آج ان کے معزز ترین شخص کی محبوب بیوی کی درد سے کراہتی آوازیں ان سب کی آنکھوں میں بے بسی کے آنسو لے آئی تھیں۔ یہ عظیم بیوی کوئی اور نہیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں اور ان کے شوہر مالک کائنات کے محبوب ترین انسان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور مظلوموں کی یہ عارضی بستی شعب ابی طالب

میں قائم تھی۔

گھاٹی میں اس رات دور آسمان پر ٹمٹماتے اداس تاروں نے یہ منظر دیکھا کہ رحمۃ للعالمین ﷺ بے قراری سے اٹھ کر خیمے سے باہر تشریف لے آئے ہیں۔ ان سے، اپنی پیاری بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تکلیف دیکھی نہیں جارہی تھی۔ ابھی کچھ ہی دیر قبل تو وہ اپنے غم گسار چچا کو کسمپرسی کے عالم میں دنیا سے رخصت ہوتا دیکھ چکے ہیں اور اب دن رات کا ساتھی چھوڑ کر جانے کو تیار ہے۔

آپ ﷺ بے چینی سے پھر واپس خیمے کی طرف پلٹتے ہیں اور پردہ اٹھا کر اپنی خدیجہ رضی اللہ عنہا پر محبت بھری نظر ڈالتے ہیں۔

وہ تکلیف سے کراہ رہی ہیں!

دل ہلا دینے والا منظر ہے۔

بھوک، بے گھری، بے بسی، بیماری کی شدت! ساری مصیبتیں ایک ساتھ ٹوٹ پڑی ہیں۔

کہاں مکہ کی امیر ترین خاتون اور کہاں یہ فاقہ زدہ خیمہ زن گروہ بنی ہاشم، ایسے میں اپنے پیارے شوہر سے دور جانے کا غم، وہ آنکھیں کھولتی ہیں اور نبی مہربان ﷺ کو اپنی جانب پیار بھری نظروں سے دیکھتا ہوا پاتی ہیں۔ نبی مہربان ﷺ فرطِ محبت سے قریب آتے ہیں۔

”خدیجہ رضی اللہ عنہا تم نے یہ سب میری وجہ سے برداشت کیا ہے، تم جس زندگی کی اہل تھیں تم اس سے محروم رہیں۔“[۱۴]

آپ ﷺ کی احسان مندی میں ڈوبی ہوئی آواز کانوں میں پڑتی ہے، اس انتہائی تکلیف دہ لمحہ میں بھی آپ ﷺ اپنی شریک حیات کو اللہ سے امید دلاتے ہیں، فرماتے ہیں:

”مگر یہ نہ بھولو کہ ہر دکھ اور تکلیف کے بدلے میں اللہ نے نیک صلہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔“

میرے نبی ﷺ کی محبوب بیوی اور سب مومنین کی ماں، اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا اس کے بعد ہمیشہ کے لئے آنکھیں موند لیتی ہیں، فضا سوگوار ہو جاتی ہے۔ ایک مبارک دن کی بابرکت گھڑیوں میں دنیا میں آنے والی یہ ہستی ۶۵ برس کی عمر میں ۲۵ برس میرے نبی مہربان ﷺ کی زندگی میں خوشیاں بکھیر کر دنیا سے رخصت ہو جاتی ہیں، میرے نبی ﷺ غمزدہ دل اور بوجھل قدموں کے ساتھ اپنی دنیا و آخرت کی رفیقہ رضی اللہ عنہا کو حاجون کے قبرستان

لے جاتے ہیں۔انہیں مٹی کے سپرد کرتے ہیں، اپنے ہاتھوں سے زمین ہموار کرتے ہیں اور دعا کے ساتھ انہیں رخصت کرتے ہیں۔ [۱۵]
آج کائنات مغموم اور افسردہ ہے اس لئے کہ میرے نبی مہربان ﷺ کا دل مغموم اور دکھی ہے۔



امت کی بیٹیوں کے نام امی خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پیغام

☆......زندگی میں آنے والی مشکلات اور روزمرہ مسائل کا مسکراتے چہرے، خوشگوار مزاج کے ساتھ مقابلہ کرنا۔

☆......مقصد زندگی کے لئے سب کچھ نچھاور کر دینا (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے گھر، مال، تجارت، صحت اور وقت سمیت کچھ بھی اپنے شوہر کے مشن سے بچا کر نہیں رکھا)

☆......شوہر کے لئے مخلصانہ فکرمندی، چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کا خیال، خوشگوار استقبال، پریشانی اور دکھ میں اپنی باتوں اور کاموں سے اس پر بوجھ بڑھانے کے بجائے حوصلہ اور امید دلانا، شوہر کے مشن کو اپنا مشن اور شوہر کی جذباتی ونفسیاتی ضرورتوں کو ٹھنڈے دل و دماغ سے سمجھنا (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عمر کے بڑے فرق کے باوجود اتنی خوبصورتی سے ازدواجی زندگی گزاری کہ ایک تلخی بھی پیدا نہیں ہوئی)

☆......مشکل اور مسلسل خراب حالات میں بھی اولاد کی تربیت پر نظر رکھنا (مشکل دور میں بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی بیٹی کی تربیت جس نے دنیا کو امام حسن وحسین رضی اللہ عنہم جیسے بیٹے تیار کر کے دیئے)

☆......صبر مسلسل سے صدمے سہنا اور انہیں خوش دلی سے اللہ کی رضا سمجھنا (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دو عزیز بیٹوں کی وفات اور دو بیٹیوں کو طلاق جیسے بڑے دکھ سہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی پریشان نہ ہونے دیا)

☆...... بدترین، گندے معاشرے میں وقار، شائستگی، کردار کی مضبوطی کے ساتھ اس طرح رہنا کہ کوئی ایک بات بھی منسوب نہ ہونے پائے (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سنگدل مردوں کے گندے جاہلی معاشرے میں رہ کر بھی خود کو اس طرح سنبھالا کہ بیوہ ہونے کے باوجود کسی میں آنکھ

اٹھانے کی جرأت نہ تھی)

☆......ذہانت کے ساتھ نرم زبان اور کشادہ ہاتھ سے دعوت دین کا کام کرنا۔

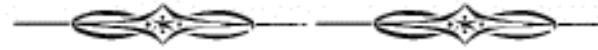
☆......عورت انتہائی غیر محفوظ معاشرے میں بھی کامیاب بزنس ویمن کے طور پر اپنی ٹیم بنا کر ان سے کام لے سکتی ہے اور ٹھیک فیصلے کر سکتی ہے۔

☆...... بیوہ ہونے کے باوجود حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مظلوم بنیں نہ کمزور۔ انہوں نے اپنی غیر معمولی مردم شناسی کی صلاحیت سے ٹھیک لوگوں کا انتخاب کیا۔

☆......معاملات خواہ کسی بھی طرح کے ہوں، بہت سلیقے سے اور معروف طریقوں اور راستوں کو اختیار کر کے کئے جائیں اور اپنے گرد ایسے دوست جمع کئے جائیں جو مخلص بھی ہوں اور ضرورت پڑنے پر جائز اور درست عملی مدد کے لئے تیار ہوں (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں ان کی سہیلی اور بزرگوں کا کردار اس پر گواہ ہے)

☆......حقیقی طور پر تن، من، دھن کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں لگا دینا۔

☆......دنیا کے عیش وعشرت کو اپنی پاؤں کی ٹھوکر پر رکھنا اور آخرت کی کامیابی پر نظر رکھنا۔



حوالہ جات

۱: عبدہ یمنی، ام المومنین خدیجہ بنت خویلد سیّدہ فی قلب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۶۔
۲: زرقانی شرح مواہب۔
۳: رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت انقلاب، اسعد گیلانی۔
۴: زہری طبقات الکبریٰ، ۱/۱۵۶ اصبہانی دلائل النبوۃ، ۱/۱۷۸
۵: بخاری، ۱۸۹۴/۴
۶: ابن اسحاق احبار مکہ، ۲۰۰۶/۵
۷: صفحہ ۶۸، ابن حجر فتح الباری
۸: ہسیامی متن، ۲۱۸/۹
۹: بخاری متن، ۴/۱ (۳)
۱۰: ابن ماجہ متن، ۴/۱
۱۱: بخاری متن، ۴/۱ (۳)
۱۲: بخاری، ۱۸۹۴/۴
۱۳: بخاری متن، 1/4 (۳)
۱۴: رشید حائیلماز
۱۵: ابن سعد متن، ۱۸/۸

اس کتاب کی تیاری میں رشید حائیلماز کی کتاب پہلی مسلمان شخصیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مدد لی گئی۔

